© rasailojaraid.com

افسانہ

مدفن کی تلاش

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

بہار کا موسم بھی بڑے عروج پر تھا اور پنجاب کے زرخیز، سرسبز اور شاداب کھیتوں کا دلکش منظر خوشی کے ساتھ اطمینان سے بھی مالا مال کر رہا تھا مگر وہ صبح روشن بھی بڑی پرنور و پر سرور تھی، سب کے چہرے تمتماتے اور مسکراتے دکھائی دیتے تھے، خصوصاً شہید فلسطین محمد علی کے دونوں بیٹے خالد اور ماجد تو فخر و سرور سے پھولے نہ سماتے تھے۔ کبھی وہ فخریہ انداز میں اپنے چچا نیاز علی کے نورانی مسکراتے چہرے کو دیکھتے اور کبھی خوشی اور پیار سے لاڈ کے انداز میں اپنی ماں سے بغلگیر ہوتے یا اس کا ہاتھ تھام کر اس کے کھلے کھلے چہری کو پیار بھری نگاہوں سے دیکھتے جا رہے تھے! کیوں نہ ہو وہ تو اپنے باپ کے ہرے بھرے کھیتوں کو پہلی بار دیکھ کر خوشی سے اچھل رہے تھے۔ گندم کی لہلہاتی فصل ایک عجب رنگ میں لہراتی دکھائی دیتی تھی، دونوں بھائیوں کو یوں لگ رہا تھا جیسے نیلے ہرے سمندر کا پانی ہوا کے جھونکوں سے ٹھاٹھیں مارتا اور لہروں سے اترتا چڑھتا دکھائی دے رہا ہو، انہیں یوں لگا جیسے وہ سرزمین فلسطین کے کسی ساحلی علاقے میں بحیرہ روم کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہے ہیں!

بھابھی! یہ ہے ہماری چار مربع زمین! یہ والد مرحوم کے بزرگوں کی عطا ہے، ہم نے تو اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا، بس سنبھالنے اور سنوارنے کی کوشش کرتے رہے ہیں نیاز علی نے اپنی نووارد فلسطینی نژاد بھابھی فاطمہ سے کہا!

''بھائی جان! بھلا یہ کوئی معمولی کام ہے؟ ورثے کو سنبھالنا اور سنوارنا بھی تو بڑا کام ہے اگر نئی نسل اپنے اسلاف کا ورثہ سنبھالتی سنوارتی رہے تب بھی کافی ہے؟ فاطمہ نے جواب دیا۔

''یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجب رنگ ہیں! میرے بھائی کی دو نشانیاں مجھے مل گئی ہیں آپ کو خالد اور ماجد عطا ہوئے اور مجھے سعیدہ اور رشیدہ سے نوازا گیا! نیاز علی نے یہ کہتے ہوئے اپنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھابھی کو مسکرا کر دیکھا اور دونوں یتیم بھتیجوں کے سر پر ہاتھ رکھ دیے۔

دراصل صلیبی مغرب اپنا آخری شرمناک و شرمناک وار کر چکا تھا! اسلامی مشرق وسطی کے جگر میں صہیونی ریاست کا زہر میں بجھا ہوا خنجر گاڑھا جا چکا تھا، بیت المقدس۔۔۔ جسے صلیبیوں نے فتح کیا تو سیدنا فاروق اعظمؓ کے فیاضانہ حسن سلوک کے برعکس مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی تھی، مسجد اقصیٰ کا صحن نمازیوں کے خون سے اٹنے لگا تھا اور گلیوں میں صلیبی شہسواروں کے گھوڑے خون کے سیلاب سے بدکنے لگے تھے، پھر نوے سال بعد یہی القدس الشریف صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں سے بزور شمشیر چھینا تو سب کو امان دیتے ہوئے آرام سے رہنے یا اپنا سب کچھ ساتھ لیکر چلے جانے کا اختیار دے دیا تھا۔ وہی القدس الشریف اب صہیونی دہشت گردوں کے نرغے میں آ گیا تھا، شہر کا صرف مشرقی حصہ فلسطینی مسلمانوں کے پاس رہ گیا تھا مگر اس پر بھی حسین شریف مکہ کا بیٹا امیر عبداللہ قابض تھا، فاطمہ اپنے شہید شوہر محمد علی کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے دونوں بیٹے ساتھ لیکر پاکستان آ گئی تھی!!

سرسبز و شاداب پنجاب کے اکثر و بیشتر چھوٹے زمینداروں کی طرح نیاز علی نے بھی اپنے موروثی مربعوں میں مزارعین کے لئے ایک صاف ستھرا اور فراخ ڈیرہ بنا رکھا تھا۔ ڈیرے کے ایک حصے میں ایک خوبصورت کمرہ اپنے لئے اور اپنے مہمانوں اور اہل خانہ کے لئے مختص کر رکھا تھا جو باہر سے تو بالکل سادہ سا دکھائی دیتا تھا مگر اندر سے ایک عمدہ دیہاتی ڈرائنگ روم سے کم نہ تھا، نیاز علی نے اپنی بھابھی اور بھتیجوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا! ''سعیدہ کی امی بھی ہمارے ہمراہ آنا چاہ رہی تھیں مگر وہ آپ لوگوں کے لئے ایک اچھا سا پنجاب کا دیہاتی ناشتہ تیار کرنے کے لئے رک گئی ہیں، ابھی تو وہ دودھ بلو رہی ہونگی، پھر وہ آپ کے لئے خالص مکھن سے پراٹھے تیار کریں گی، آیئے اتنی دیر میں آپ کو اپنا ڈیرہ دکھائے دیتے ہیں!!''

خالد اور ماجد عربی لہجے میں عربی آمیز اردو میں خوشی سے چلا اٹھے!''ہاں! چچا صاحب! ہم ضرور دیکھے گا! ہم ان درخت کا فاکہہ میرا مطلب ہے ثمر بھی تورے گا!'' یہ کہتے ہوئے دونوں بھائی ڈیرے کی طرف لپک پڑے اور اپنے چچا اور ماں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے پہلے ڈیرے پر جا پہنچے، یہ تو اچھا ہوا کہ نیاز علی اپنے مزارعین کو تاکید کر چکا تھا کہ ڈیرے کے کتے باندھ کر رکھے جائیں ورنہ بچوں کو یہ جلد بازی شاید مہنگی پڑتی! جونہی نوجوانوں نے ڈیرے میں قدم رکھے بولی کتے زور زور سے بھونکنے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنی رسیوں سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگے، بچے گھبرا گئے مگر اب وہ دیور بھابھی بھی آن پہنچے تھے، نیاز نے کتوں کو خاموش کرایا اور وہ چپ چاپ بیٹھ گئے، اتنے میں دونوں بھائی تو ڈیرے کے پاس والے بیر اور انجیر کے درختوں کے نیچے جا پہنچے اور وہ دیور بھابھی صحن میں بچھے ہوئے موڑھوں پر بیٹھ گئے تھے۔

''فاطمہ بھابھی! آپ کی اردو بہت رواں ہے، آپ نے کیسے اور کہاں سیکھی؟'' نیاز نے اپنی بھابھی سے اردو مین بات چیت کا آغاز کرتے ہوئے سوال کر دیا۔

''جس سال چچا ولایت علی اور چچی جان محمد علی کے ساتھ حج پر گئے میں اور میرا بھائی فرید بھی اپنے والدین کے ہمراہ حج و زیارت حرمین کے لئے، حجاز مقدس آ گئے تھے، میرے والد شیخ امین اور چچا ولایت علی مکہ میں شیخ حسین المکی کے حلقہ درس میں ایک ساتھ رہے تھے، دونوں دوست پندرہ سال بعد ملے تھے، حج کے اختتام پر باقی گھر والے تو بیت المقدس چلے گئے مگر مجھے والد صاحب نے چچی کی خدمت کے لئے مکہ مکرمہ میں چھوڑ دیا اور کہا کہ ان کی خدمت کرو جب وہ صحت یاب ہو جائیں تو تم شیخ حسین المکی کے گھر چلی جانا میں تمہیں آ کر لے جاؤں گا، چچا ولایت نے بہت انکار کیا مگر ان کی ہم نے ایک نہ چلنے دی! میں خود دل سے چچی کی خدمت کے لئے رکنا چاہتی تھی، بیماری طویل ہوگئی اور مجھے پورا ایک سال خدمت کے ساتھ اردو سیکھنے کا موقع مل گیا!!'' فاطمہ نے اپنی اردو کی مفصل کہانی اپنے دیور کو سنا دی!

''بھابھی! قدرت کا بھی عجب حساب ہے، اپنا نظام ہے کس طرح اسباب پیدا ہو جاتے ہیں انسان حیران رہ جاتے ہیں!'' نیاز نے کہا۔

''آپ سچ کہتے ہیں بھائی! میں نے خالد اور ماجد کے ساتھ یہاں آنا تھا! زبان نہ جانتی ہوتی اور آپ کے خطوں سے آپ کا اخلاص اور محبت میرے دل میں گھر نہ کرتی تو یہاں آنے کا کیسے حوصلہ ہوتا اور مجھ بے سہارا بیوہ اور ان یتیموں کو یہاں کون خوش آمدید کہتا!!'' یہ کہتے ہوئے فاطمہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

''بھابھی! آپ ایک شہید کی بیوہ ہیں جس نے فلسطین کی آزادی پر اپنی جان قربان کر دی! اب آپ اللہ کے فضل سے خوشیاں دیکھیں گی، ہم میاں بیوی نے جو بات دل میں طے کر رکھی ہے اس سے آپ کو یقیناً خوشی ہوگی! آپ لوگوں کے آنے سے ہمارا خاندان مکمل ہوگیا ہے، والدین تو سرزمین حرم میں آرام کی نیند سوتے ہیں مگر یقین جانیئے آپ لوگوں کی آمد سے بھی اتنی ہی خوشی ہوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے جتنی والدین کی واپسی سے ہوتی، یوں لگتا ہے جیسے میرا بھائی اور میرے والدین واپس آ گئے ہیں!'' یہ کہتے ہوئے نیاز علی کی آنکھیں تر ہو گئیں!

''بھائی اللہ تعالی آپ کو زندگی دے، آپ کا سایہ گھرانے پر تادیر باقی رہے''

''اچھا بھابھی! اب بچوں کو بلاتے ہیں اور چلتے ہیں، باقی باتیں سعیدہ کی ماں کے سامنے ہونگی بہر حال ابھی ہماری کہانی ادھوری ہے!''

خالد اور ماجد کو اپنی چچی کا تیار کردہ ناشتہ بہت پسند آیا، یوں لگتا تھا جیسے دونوں بھائی شروع سے ہی پنجاب میں رہ رہے ہوں اور صبح کے ناشتے سمیت تمام ثقافتی آداب کے پابند چلے آ رہے ہوں، فاطمہ نے اپنی دیورانی کے ناشتے کی تعریف کرتے ہوئے کہا! ''بھابھی کل سے دودھ بھی میں بلوؤں گی۔ پراٹھے بھی پکاؤں گی بلکہ یوں کہیے کہ اب آپ کا تمام کام میں سنبھالوں گی''

بہت شکریہ! مجھے آپ سے یہی امید ہے مگر میں آپ کو اتنی بوجھل ذمہ داری نہیں دوں گی، پھر دودھ بلونا تو بہت مشکل ہے۔۔۔''

''جی ہاں! مگر مکہ مکرمہ میں مجھے چچی جان نے سب کچھ سکھلا دیا تھا!''

''اچھا اچھا! تو آپ کی اور میری معلمہ بھی ایک ہی ہوئیں!!''

''چچا ولایت کو لسی اور مکھن کا بڑا شوق تھا، کہیں نہ کہیں سے دودھ لے آتے یا دہی، اور ہمارا کام لسی اور مکھن سے ان کا دل خوش کرنا ہوتا تھا!''

''سعیدہ کی ماں! آؤ شہتوت کے سایہ میں بیٹھتے ہیں اور بھابھی فاطمہ کی باتیں سنتے ہیں!!'' نیاز علی نے کہا۔

''ہاں بہن'' سعیدہ کی ماں بولی ''آپ تو چچی جان کے آخری لمحات کی عینی شاہد ہیں، آپ کی باتیں تو ضرور سننے والی ہیں!''

''جی بھابھی جان! چچا ولایت نے منع کر رکھا تھا کہ برصغیر سے آنے والے کسی حاجی یا زائر پر یہ ظاہر نہ ہو کہ چچی جان حرکت کرنے کے قابل بھی نہیں، اندھیری رات میں ایسی گریں کہ دونوں ٹانگیں اور کمر ٹوٹ گئی، سر میں گہری چوٹ سے دماغ بھی متاثر ہو گیا تھا اکثر بے حس و حرکت پڑی رہتیں، حج کے موقع پر باہر سے آئے ہوئے ڈاکٹروں نے بہت علاج کیا مکہ مکرمہ میں تو طبی سہولتیں نہ ہونے کے برابر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھیں حج کے بعد بیرونی ڈاکٹر بھی چلے گئے، جب بھی ہوش آتا تو کہتیں! ولایت علی خدا کے لئے مجھے مکہ مکرمہ میں دفن ہونے سے نہ محروم کرنا! وہ تو بھلا ہو شیخ حسین کا انہوں نے چچا ولایت کے لئے ایک مدرسہ میں ملازمت دلا دی ورنہ مشکل ہو جاتی، یہ مدرسہ ادھر ہی کے کسی مخیّر بادشاہ نے بنوایا تھا اور اس کے لیے بہت سی جائیداد وقف کی تھی...!''

نیاز علی نے حیران ہو کر کہا: ''سبحان اللہ! ابا جان مجھے یہی لکھتے رہے کہ تمہاری والدہ کا اصرار ہے کہ وہ اب مکہ مکرمہ سے نہیں نکلیں گی! یا کم سے کم آئندہ حج تک حرم میں مصروف عبادت رہیں گی، بھائی محمد علی کے بارے میں بھی یہی فرماتے تھے کہ وہ علمائے حرمین سے حدیث کی سند لیکر گھر لوٹنا چاہتے ہیں اور...''

''محمد علی بھی سند فراغت کے بعد شیخ حسین کی مہربانی سے اسی مدرسہ میں پڑھانے لگے تھے، عالمی جنگ کے باعث سب لوگ مکہ مکرمہ میں عافیت محسوس کرتے تھے، میں نے بھی چچا ولایت سے اپنی تعلیم مکمل کی اور شیخ حسین المکی سے حدیث کی سند لی، ساتھ ہی گھر میں اردو سیکھنے پر زور دیتی رہی.... مجھے تو چند روز میں یوں لگا جیسے اردو تو میری دوسری زبان ہے...ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اردو شعراء کے کلام میں دلچسپی پیدا ہوگئی، علامہ اقبال کی بانگ درا اور ضرب کلیم تو میں نے چچا جان سے سبقاً سبقاً پڑھے تھے، محمد علی بھی میری رہنمائی کرتے تھے، میں ان سے اردو میں اور وہ مجھ سے عربی میں بات چیت کی کوشش کرتے....!'' فاطمہ نے اپنی داستان سناتے ہوئے کہا:

''لیکن چچی جان پر کیا گذری، میرا مطلب ہے ان کی وفات کیسے ہوئی؟!'' سعیدہ کی ماں نے دریافت کیا۔

''دوسرے حج کا موقع تھا، چچا جان عرفات سے نکل رہے ہونگے کہ چچی جان اس دنیا سے رخصت ہوگئیں! منیٰ سے فراغت کے بعد طواف سے فارغ ہوتے ہی وہ گھر پہنچے تو میں یہ خبر سنانے پر مجبور ہوئی، وہ سن کر ساکت و جامد ہوگئے، جیسے غم کے تھپیڑے انہیں دور کی دنیا میں لے گئے، بس انا للہ کہا اور بولے: اچھا آمنہ! تو پہلے چلی گئی! میں بھی جلد تیرے پہلو میں دفن ہونے کے لیے آؤں گا! اب تیری قبر کی خاک ہی میرا وطن ہوگا! ہم دونوں قیامت میں جنۃ المعلی سے اٹھائے جائیں گے! یہ میری اللہ تعالیٰ سے دعا اور تجھ سے وعدہ ہے، پھر وہ کافی دیر گھٹنوں میں سر چھپائے بیٹھے رہے، اتنے میں میرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والد بھی مناسک سے فارغ ہو کر آ گئے!''

''اللہ اکبر! والد صاحب نے تو مجھے خط میں لکھا تھا! آج دوسرے حج کے بعد ہی تمہاری والدہ اللہ کو پیاری ہوگئی ہیں، ان کا یہی اصرار تھا کہ مکہ مکرمہ میں دفن ہوں، میں اور محمد علی تمہارے پاس آئیں گے مگر عارضی طور پر!'' نیاز علی نے بتایا۔

''فاطمہ! یہ تو بتاؤ کہ بھائی محمد علی مکہ مکرمہ چھوڑ کر بیت المقدس کیسے چلے گئے؟ سعیدہ کی ماں نے پوچھا۔

''ابھی آج ہی بھائی نیاز علی کہہ رہے تھے کہ قدرت خداوندی کا بھی عجیب حساب ہے اس کا اپنا ایک نظام ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا مگر وہ پوری قوت سے نافذ و کارفرما ہے، دراصل وہ مشہور سیاسی رہنما مولانا محمد علی جوہر کے پرستار اور ان کے علم و شخصیت پر فریفتہ تھے، ان کے پاس ان کی تصاویر اور تحریریں بھی ہوتی تھیں، وہ مجھے اکثر دکھاتے رہتے تھے اور کہا کرتے تھے میں زندگی میں ایک بار القدس الشریف ضرور جاؤں گا، ان کی قبر کی زیارت کروں گا، یہودیوں نے فلسطین میں دہشت گردی پھیلا رکھی ہے وہ چالاکی اور دھاندلی سے مسلمان فلسطینیوں کی جائیدادیں ہتھیا رہے ہیں، میں نے تمہارے بھائی فرید اور چچا امین سے وعدہ کیا ہے کہ امی ٹھیک ہو جائیں تو والد سے اجازت لیکر آؤں گا اور مفتیِ اعظم فلسطین شیخ امین الحسینی کی رضا کار تنظیم میں شامل ہو کر فلسطینی بھائیوں کی مدد کروں گا، یہ میری زندگی کا مشن ہے اور میں اس کی تکمیل کے لئے زندہ ہوں! جب فلسطین آزاد ہوگا تو پھر میں اپنے وطن اسلامی برصغیر کی تحریک آزادی میں حصہ لوں گا، ہمارا اور آپ کا ایک دشمن تو مشترکہ ہے اور وہ ہے برطانوی سامراج! مگر دو دشمن بظاہر الگ الگ نظر آتے ہیں لیکن اندر سے یہ بھی مشترک ہیں اور ان کے اشتراک کی بنیاد مسلم دشمنی اور اسلام سے بغض و نفرت ہے یہودی اور ہندو...'' فاطمہ یہ کہہ کر رک گئی۔

''یہ تو والد علیہ الرحمہ کا نقطۂ نظر اور موضوع تھا! وہ اکثر اپنے درس اور خطبات جمعہ میں فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کریم کی رو سے دو گروہوں کو مسلمانوں سے شدید ترین نفرت اور بغض رکھنے والے بتایا گیا ہے، ایک یہودی ہیں اور دوسرے ہیں مشرکین یا بت پرست'' نیاز علی نے اپنی یادیں تازہ کرتے ہوئے بتایا!

''تو چچا جان خطبۂ جمعہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے!؟'' فاطمہ نے پوچھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''ہاں بھابھی! ہمارا خاندان مغلیہ دور حکومت سے اپنے گاؤں میں تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ وعظ واصلاح عام پر مامور تھا، اس کے لئے ہمیں بہت سی سرکاری زمین عطا کی گئی تھی، اب تو اس میں سے بہت تھوڑی سی زمین ہمارے پاس رہ گئی ہے، ہمارے بزرگوں نے اس سرزمین کی آمدنی سے گاؤں کی جامع مسجد بنوائی تھی، یہ ہماری خاندانی مسجد شمار ہوتی ہے، اسی میں تعلیم وتدریس کا کام بھی ہوتا تھا!'' نیاز علی نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا۔

''قیام مکہ مکرمہ کے دوران میں جب یہودیوں کی چیرہ دستیوں کی دردناک خبریں آتی تھیں تو بھی چچا ولایت قرآن کریم کے حوالے سے بتاتے تھے کہ مسلمانوں سے گہری اور شدید دشمنی والے یہودی اور مشرکین ہیں یثرب وخیبر کے یہودی مشرکین مکہ کے ساتھ ساز باز کرتے تھے اور اسلام، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے بناتے تھے! مشرکین مکہ تو مٹ گئے مگر یہودی صدیوں سے وہی عداوت سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں حالانکہ مسلمان حکومتوں کے یہودیوں پر بڑے احسانات ہیں بالکل اسی طرح برصغیر کے مسلم حکمرانوں نے ہندو اکثریت پر احسانات کیے اور ان سے فیاضانہ سلوک کیا مگر آج وہی ہندو انگریز کی آنکھ کا تارا بنے ہوئے ہیں اور اسلام سے بغض رکھتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ملیچھ یا گندگی قرار دیتے ہیں جس سے ان کے خیال میں برصغیر کو پاک کیا جانا ضروری ہے...!'' فاطمہ نے بتایا۔

''ماشاء اللہ! بھابھی آپ تو ہندو کے متعلق بہت معلومات رکھتی ہیں، کاش ہمارے عرب بھائی بھی اس حقیقت سے آگاہ ہوتے! وہ تو نہرو جیسے کھوٹی نیت کے آدمی کو بھی امن کا پیامبر اور ''رسول السلام'' کہتے تھے حالانکہ برصغیر کی غیر منصفانہ تقسیم اور مسئلہ کشمیر کو الجھانے کا ذمہ دار وہی ہے!'' نیاز علی نے خیال ظاہر کیا۔

''بھائی یہی باتیں محمد علی بھی بیت المقدس میں نوجوان فلسطینیوں کو بتاتے تھے مگر ان میں سے اکثر کو یہ باتیں سمجھ نہیں آتی تھیں.... ان میں سے بعض تو محمد علی سے الجھ بھی پڑتے تھے...!'' فاطمہ نے وضاحت کی۔

بھابھی چھوڑیئے ان باتوں کو ہمیں تو بس یہ بتایئے کہ بھائی محمد علی آپ لوگوں کے پاس بیت المقدس کیسے پہنچے اور پھر کیا ہوا؟!'' سعیدہ کی ماں نے مداخلت کرتے ہوئے بات کا رخ موڑنے کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوشش کی۔

''چچی آمنہ کے کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد میں تو ابا جان کے ساتھ القدس الشریف چلی گئی تھی، پھر دونوں دوستوں کے درمیان خط وکتابت ہوتی رہی، محمد علی بھی کبھی کبھی ابا جان کو خط لکھتے تھے اور فلسطین آنے کی خواہش کا اظہار کرتے تھے...''

''تو بھابھی! وہ آپ کو خط نہیں لکھتے تھے، سچ سچ بتایئے؟!'' سعیدہ کی ماں نے مسکراتے ہوئے فاطمہ کی بات کاٹ دی!

''نہیں بھابھی! مجھے تو ان کا خط کبھی نہیں ملا تھا، صرف ایک خط میرے نام آیا تھا جس میں انہوں نے بتایا تھا کہ والد صاحب کی وفات کے بعد ان کا دل وہاں نہیں لگ رہا اور وہ بہت جلد آزادیٔ فلسطین کے لئے سرگرم نوجوانوں میں شامل ہونے کے لئے آ رہے ہیں، میں نے یہ خط ابا جان کو دکھا دیا تھا اور انہوں نے فیصلہ کن لہجے میں فرمادیا تھا کہ بیٹی! میرے دوست کا ایک عالم اور نیک بیٹا آرہا ہے اس کے پہنچتے ہی میں نے تم دونوں کی شادی کا فیصلہ کر رکھا ہے، تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں!؟'' فاطمہ نے قدرے شرماتے اور جھجکتے ہوئے بتایا اور رک گئی۔

''اچھا تو پھر آپ کا فوری ردعمل کیا تھا؟ کیا آپ چپ ہوگئیں؟!'' سعیدہ کی ماں نے پوچھا۔

''نہیں بھابھی! چپ ہونے کی کیا بات ہے میں نے ابا جان کو بتادیا تھا کہ میں تو محمد علی کو آپ کے ایک مخلص دوست اور اپنے استاد کا نیک فرزند تصور کرتی ہوں، لیکن آپ کا فیصلہ سر آنکھوں پر! جو جی میں آئے کیجئے! اور مجھے بھی یقین ہے کہ محمد علی بھی مجھے اپنے والد کے ایک دوست کی بیٹی اور اپنے والد کی ایک شاگرد ہی خیال کرتے تھے، کیونکہ ابا جان کا فیصلہ ان کے لئے بھی اتنا ہی اچانک اور حیران کن تھا جتنا کہ میرے لئے تھا!!'' فاطمہ نے پورے اطمینان سے وضاحت کردی۔

''تو پھر کیا ہوا بھابھی اور کیسے ہوا؟'' سعیدہ کی ماں نے اگلا سوال کردیا۔

''القدس الشریف میں محمد علی کی آمد کے تقریباً ایک ہفتہ بعد جمعہ کی نماز کے بعد ہمارے محلے کی مسجد میں بڑی سادگی سے ہمارا نکاح ہوگیا اور قصہ ختم!'' فاطمہ نے مختصر جواب دیا۔

''قصہ ختم کیسے ہوا بھابھی! یوں کہیئے کہ قصہ شروع ہوا؟!'' سعیدہ کی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''چلو سعیدہ کی ماں! چھوڑو ان باتوں کو، پھر کبھی کر لینا یہ باتیں، بہت زندگی پڑی ہے! اصل بات تو بھائی جان کی مجاہدانہ زندگی ہے! ہم تو اس کے بارے میں جاننا چاہیں گے!! نیاز علی نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا:

''اعلان بلفور کے بعد دنیا بھر سے یہودی دھڑا دھڑ فلسطین آرہے تھے، مولانا محمد علی جوہر نے مدفن کے لئے القدس الشریف کو چن لیا تھا، اس سے فلسطینی مسلمانوں کے دل میں برصغیر کے مسلمان بھائیوں کے لئے بڑی محبت اور احترام کے جذبات نے جگہ پالی تھی: مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی کی دعوت پر علامہ محمد اقبال نے موتمر عالم اسلامی کے اجلاس میں شریک ہو کر اس محبت واحترام میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا، قائداعظم محمد علی جناح نے اعلان بلفور کے نتیجے میں فلسطین پر یہودیوں کی یلغار کی بڑی سخت الفاظ میں مذمت کی تھی، یہ سب باتیں ہم نے اخبارات اور ریڈیو سے سن رکھی تھیں، مفتی اعظم کی پیروی میں فلسطین کے مسلم نوجوان مطالبۂ پاکستان سے بہت خوش ہوتے تھے!''

نیاز علی نے فاطمہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا: فاطمہ بھابھی! یہی تو وہ رشتے ہیں جو فلسطین اور پاکستان کے مسلمانوں کے جذبۂ اخوت کو اور بھی پختہ کئے دیتے ہیں آپ نے شاید یہ بھی سنا ہوگا کہ قائداعظم جب مصر گئے تو ہندو کانگریس سے متاثر بعض مصری صحافیوں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ گاندھی اور نہرو کے ساتھ مل کر انگریز کو برصغیر سے نکالنے پر مجبور کیوں نہیں کرتے؟ یہ اختلاف اور یہ تقسیم کے نعرے برصغیر کی جنگ آزادی کو نقصان نہیں پہنچا رہے؟ تو اس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ بات آپ کو مستقبل بتائے گا کہ قیام پاکستان برصغیر کے مسلمانوں اور عرب بھائیوں کے لئے کتنا ضرور تھا! دراصل ہم صرف اپنی نہیں بلکہ آپ کی جنگ بھی لڑ رہے ہیں!!''

''ہاں بھائی جان! یہ بھی مجھے محمد علی نے بتایا تھا، جو کچھ انہوں نے چچا ولایت علی سے سنا اور ان کی تربیت سے سیکھا تھا وہ مجھے بتاتے اور سمجھاتے رہے تھے!''

''لیکن بھابھی! ہم تو بھائی محمد علی کے مجاہدانہ کارنامے سننا چاہتے ہیں!''

سعیدہ کی ماں نے اصل موضوع کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

''جمعہ کی نماز کے بعد ایک دن ہمارے گھر میں چند ایک فلسطینی نوجوان جمع ہو گئے تھے، محمد علی ابا جان سے کہنے لگے: چچا جان میری یہاں آمد کا اصل مقصد القدس الشریف اور سرزمین فلسطین کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خدمت وحفاظت ہے جسے مولانا محمد علی جوہر نے اپنے مدفن کے لئے چنا ہے! میں یہاں اسی مسلم فلسطین کے لئے آیا ہوں، اس مقدس سرزمین کے لئے میری جان بھی حاضر ہے!!''

''ابا جان نے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: مسئلہ یہ ہے کہ دنیا بھر کے یہودی فلسطین پر ٹوٹ پڑے ہیں اور دھوکے، دھونس اور دھاندھلی سے فلسطین مسلمانوں کی جائیدادیں ہتھیا رہے ہیں، ان پڑھ اور پسماندہ مسلمان سادہ لوحی میں سب کچھ لٹا رہے ہیں اور اپنا مستقبل تاریک کر رہے ہیں!!''

''اس پر محمد علی نے کہا کہ: ہمارا کام دونوں محاذوں پر لڑنا ہوگا یہودیوں کو استحصال سے باز رکھنا اور مسلمانوں کو خبردار کر کے ان کے مستقبل کو محفوظ کرنا''

''بالکل! محمد علی بھائی آپ نے بالکل صحیح سمجھا ہے! میرے بھائی نے کہا''

''ظلم اور غارت گری کی حد ہوگئی کہ یہودی مسلمانوں کو بھاری قیمت کا لالچ دے کر ان کی جائیدادیں خریدتے ہیں، پھر وہ رقم بھی لوٹ لیتے ہیں اور آخر کار مسلمانوں کو یا تو قتل کر دیتے ہیں اور یا انہیں ڈرا دھمکا کر وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیتے ہیں، ان کا طریقۂ واردات بڑا عجیب ہے، پہلے زرعی زمین خریدتے ہیں، پھر محلے کے کسی یہودی گھرانے پر جھوٹ موٹ کا ڈاکہ ڈالتے ہیں، یہودی گھرانہ روپوش ہو جاتا ہے اور مشہور یہ کر دیتے ہیں کہ اب یہ محلّہ یا گاؤں غیر محفوظ ہوگیا ہے تاکہ مسلمانوں کو لوٹنے یا بھگانے کا راستہ تیار ہو جائے اور جو گھر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اسے یہودی دہشت گرد مار ڈالتے ہیں! میرے والد نے یہودیوں کی چیرہ دستیوں کا خاکہ پیش کرتے ہوئے بتایا۔''

''میں نے انہیں بتایا کہ دختران فلسطین بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ اس جنگ میں برابر کی شریک ہوں گی!!''

''مگر میرے والد کہنے لگے: نہیں فاطمہ! گھر کی حفاظت ہی مسلمان عورت کا جہاد ہے!''

''اس پر محمد علی کہنے لگے: چچا جان گستاخی معاف! مسلمان عورت کے جہاد کا میدان بہت وسیع ہے، مردوں سے بھی زیادہ وسیع! یہ گھر کی حفاظت بھی تب ہی کر سکتی ہیں جب یہ ہر قسم کے اسلحے کا استعمال جانتی ہوں، میدان کارزار میں بہادروں کی مدد اور خدمت کر سکیں اور وقت آنے پر دشمن کا کام بھی تمام کر سکیں! میں نے تو فاطمہ اور اس کی سہیلیوں کو تربیت دینا شروع بھی کر دی ہے!''

''پھر محمد علی نے سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا: کہ معصوم بچے بے بس عورت اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بے کس بوڑھے پر دست درازی نہیں کرنا اگر کوئی رکاوٹ بنے جارحیت کا مرتکب ہو یا دست درازی کرے تو پہلے اسے خبردار کر کے منع کرو، اگر باز نہ آئے تو بڑے آرام سے اسے موت کی نیند سلا دو!! ہم آج سے اپنے جہاد کا آغاز کر چکے ہیں، دن کو ہم گلی گلی، گاؤں گاؤں جا کر مسلمانوں کو سمجھائیں گے اور رات کو یہودی دہشت گردوں اور مکاروں سے نپٹیں گے!!''

پھر دنیا نے دیکھا کہ دن کو نوجوانوں کے اجتماع مسلمانوں کو خبردار کر رہے ہیں اور مقابلہ پر آمادہ کر رہے ہیں۔۔۔ راتوں کو یہودی دہشت گردوں کا صفایا ہو رہا ہے۔۔۔ سبز پوش فرشتے رات دن جگہ جگہ رواں دواں تھے۔۔۔ یہودیوں کا کام رک گیا سب حیران تھے! آخر یہ سبز پوش کون ہیں جو کبھی بجلی کی سی سرعت سے پیدل دورے کرتے ہیں، کبھی گھوڑوں پر سوار ہو کر بجلی گراتے ہیں اور کبھی موٹر استعمال کرتے ہیں یہ سلسلہ کئی سال رہا! یہودی عاجز آ گئے تھے!!''

''اچھا تو بھائی جان مولانا محمد علی جوہر کو بھی بھول گئے؟!'' سعیدہ کی ماں نے پوچھا

''توبہ! وہ کیسے بھول سکتے تھے! وہ تو آتے ہی شادی سے بھی پہلے ان کی قبر پر کئی بار فاتحہ پڑھ کر آئے تھے: پھر مجھے بھی کبھی کبھی ساتھ لے جاتے تھے اور انہیں مخاطب کر کے بہت سی باتیں کہتے تھے، آخری بار تو وہ مولانا کی قبر کے پہلو میں بڑے اطمینان اور سکون سے لیٹ گئے تھے، اسی وقت میرے دل میں ایک کھٹکا سا ہوا تھا!!''

''فاطمہ بھابھی! کبھی ہمارے بارے میں بھی بھائی نے آپ کو کچھ بتایا تھا؟ نیاز علی نے فاطمہ کی گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا!

''شادی کے بعد ہمارا پہلا عہد ہی آپ لوگوں سے آملنے کے بارے میں تھا! پھر وہ اپنے دونوں بیٹوں کو اپنے سامنے بٹھا لیتے: اور بتاتے کہ تم ایک کھاتے پیتے گھرانے کے بچے ہو، علم دین اور اہل اسلام کی خدمت ہمارے خاندان کا طرۂ امتیاز رہا ہے! ہم اپنے وطن جائیں گے تم اپنے چچا، چچی اور ان کے بچوں سے ملو گے اور اس سلسلۂ خدمت کو جاری رکھنے میں شریک ہو گے!'' فاطمہ نے بتایا۔

''اور بھائی جان کی وفات میرا مطلب ہے شہادت کیسے ہوئی؟!'' سعیدہ کی ماں نے پوچھا۔

فاطمہ نے ایک لمبی آہ بھرتے اور آنسو ضبط کرتے ہوئے بتایا: بڑی مدت تک سبز پوش فرشتوں کی قیادت کرتے رہے، یہودی ان کی دن کی کارروائی اور راتوں کی یلغار سے بہت تنگ آ چکے تھے مگر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہیں کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا، ایک ساتھی کی غلطی سے راز فاش ہوگیا تو ان کے خون کے پیاسے یہودی ان کی جان لینے کے درپے ہو گئے ۔۔۔ ایک اندھیری رات کو دروازے پر ایک عورت کی چیخ سنائی دی، میرے منع کرنے کے باوجود محمد علی باہر کی طرف لپکے جلدی سے دروازہ کھولا! یہ ایک یہودن تھی! ہاتھ میں بھرا ہوا پستول تھا، کسی تاخیر کے بغیر اس بدبخت نے فائر کر دیا اور کہا کہ میں نے آج اپنے شوہر ڈیوڈ اور بیٹے رابین کا انتقام لے لیا ہے!! ڈیوڈ اور اس کا بیٹا رابین دونوں بڑے ظالم دہشت گرد تھے، سبز پوشوں نے ان کا کام تمام کیا تھا۔۔۔ میں بھی پستول لے کر پہنچ گئی تھی اور میری گولی اس یہودن کے سینے کو چیرتے ہوئے نکل گئی تھی ۔۔۔ میں نے محمد علی کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر انہوں نے کہا: فاطمہ اب وطن جانے کے لیے تیار ہو جاؤ، مجھے مولانا محمد علی جوہر کے پہلو میں اسی جگہ دفن کرنا جہاں میں اس دن لیٹ کر سکون محسوس کر رہا تھا!!"

☆☆☆

© rasailojaraid.com